پاکستان کی تحریک میں قائداعظم محمد علی جناح کا ساتھ دیا تھا۔اسی لیے جب وہ ملک اور ملت کو پٹڑی سے اترتے ہوئے یا کسی شخص کو ملک و ملت کی جڑوں کو کھوکھلا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو انہیں اس پر غصہ آنا ایک فطری امر ہے۔اسی طرح جب وہ کسی شخص کو تحریک پاکستان کے خلاف بولتے ہوئے دیکھتے ہیں،تو تب بھی وہ خود پر قابو نہیں رکھ سکتے۔اسی لیے وہ کانگریس اور اس کے نظریات کے سخت خلاف ہیں۔ایسے حالات میں وہ قوم کے مصلح اور ناصح کا روپ دھار لیتے ہیں اور بڑے ہی ناصحانہ انداز میں ''نژادنو'' کو یہ بتلاتے ہیں کہ یہ سرزمین جسے پاکستان کہا جاتا ہے، بڑی قربانیوں اور بڑی جدوجہد کے بعد حاصل ہوئی تھی۔اس ملک کو حاصل کرنے کے لیے وہ اور ان کی نسل کے لوگ......آگ اور خون کا دریا عبور کر کے یہاں تک پہنچے ہیں۔

ع س مسلم نے صرف سنجیدہ کالم ہی نہیں لکھے، بلکہ انہوں نے بہت سے کالم فکاھیہ انداز کے کالم بھی تحریر کیے ہیں......اسی نوع کی تحریریں ان کی کئی تصانیف، خصوصاً خدنگ تحریر، اور دریچۂ نگاہ وغیرہ میں نظر آتی ہیں۔مثلاً تاک جھانک، استری کی تلاش، باذوق بھینس، بار برداری اور جسٹس کیانی، قحبہ چوں پیر شود، لیٹرسی ریٹ (۶)، دل ہمہ باغ باغ شد (۷) پنڈت نہرو کی پتنی (۸) رشتوں کا میلا (۹) داڑھی اور نیکر (۱۰) در مدح سگاں (۱۱) اسی طرح کے موضوعات میں ان کی رگ ظرافت خوب پھڑکتی ہے اور وہ پراثر مگر دھیمے لفظوں میں اپنے قارئین کو تفریح مہیا کرتے ہیں، وہ اپنے برمحل اور موزوں الفاظ سے قاری کے دل میں گدگری کرتے ہیں......اور طنزیہ ہنسی ہنس کر اور ہنسا کر، ہمارے معاشرتی اور سماجی رویوں پر نشتر لگاتے ہیں۔مگر اپنے ان فکاھیہ کالموں میں بھی وہ اپنے اصل موضوع سے ادھر ادھر نہیں ہوتے، بلکہ انہیں اس بات کا شدید احساس رہتا ہے کہ ان کا اصل کام اصلاح ہے......اور انہوں نے تو محض ''فسادی عنصر'' کو جسم سے باہر نکالنے کے لیے ہاتھ میں نشتر لیا ہے......ان کالموں سے اس امر کا بھی احساس ہوتا ہے کہ اپنی تمام تر بزرگی اور سنجیدگی کے باوجود وہ ایک زندہ دل انسان ہیں۔وہ ہنسنا بھی جانتے

۶۔ دریچۂ نگاہ، ص ۳۵، ۵۰، ۵۹، ۶۴ وغیرہ

۷۔ خدنگ، ص ۳۱

۸۔ ایضاً، ص ۴۳

۹۔ ایضاً، ص ۴۷

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً، ص ۶۹

ہیں اور ہنسانا بھی خوب سمجھتے ہیں.

ان کے کالموں کے بعض عنوانات بڑے ''المیہ'' انداز بھی رکھتے ہیں۔اپنے اس نوع کے کالموں میں ''یہ خون کس کی گردن پر ہے'' (۱۲)، پاکستان اور عورت (۱۳) دنیا کو ہے پھر معرکہ روح و بدن پیش (۱۴) وغیرہ کا ذکر کیا جاسکتا ہے۔اس نوع کے کالموں یا مضامین میں ع س مسلم کے دل کے پھپھولے ، سینے کے داغ سے جلتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں۔ان کے اندر کا دکھ اور کرب جاگ جاتا ہے اور ان کے دل و دماغ میں علامہ اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح کے الفاظ گونجنے لگتے ہیں......اور ان کا قلم درد والم میں ڈوب کر سسکیاں اور آہیں بن کر ''سوز والم'' کی تحریریں لکھنے بیٹھ جاتا ہے۔اس نوع کے کالموں سے ان کی قادر الکلامی کا بھی خوب اندازہ ہوتا ہے.

ع س مسلم کے بعض کالم ''جمہوریت'' اور ''آمریت'' کے پس منظر میں بھی لکھے گئے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پاکستان میں لگنے والے پہلے مارشل لاء سے لے کر اب تک کے آخری مارشل لاء تک تمام مارشل لاؤں اور ان کے دوران کی جانے والی لوٹ مار اور عوام کے حقوق غصب کرنے کی تمام کوششوں کے وہ چشم دید گواہ ہیں۔ انہوں نے جمہوریت کو آمریت میں بدلتے اور سسکتے بھی دیکھا اور آمریت کو سول اور فوجی وردی، دونوں حالتوں میں پائے کوب دیکھا ہے......وہ اقتدار کے ایوانوں میں کھیلی جانے والی آنکھ مچولی سے خوب واقف ہیں اور ان کی یہ واقفیت ان کی تحریروں کی جالیوں سے چھن چھن کر باہر آتی ہے۔پھر وہ زبان حال سے یہ پکارنے لگتے ہیں.

تھک گیا آخر پہاڑوں کی چٹانوں سے غریب
مائل پردازدوں اقبال کا شاہیں ہے
عیش آزادی میں میں مخمور بیٹے قوم کے
ہاتھ میں بندوق ہے، خنجر ہے یا سکین ہے

ننگ جان، خالی شکم تشنہ لبان و زرد رو
خون گل سے روز و شب صحن چمن رنگیں ہے

۱۲۔ خدنگ تحریر، ص ۱۶۵

۱۳۔ دریچۂ نگاہ، ص ۱۴۹

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۳۵

یہ جو انا مر گئی دو شیزۂ جمہوریت
کتنی صدیوں کے جہاد جان کی یہ تدفین ہے

اس طرح انہوں نے ان کالموں میں جہادِ زندگانی کی عملی تعبیر بھی پیش کی ہیں......اور خون آرزو میں لپٹے اپنی آرزوں اور حسرتوں کے لاشے بھی دکھائے ہیں...... مجموعی طور پر ان کالموں کے موضوعات عملی زندگی کے استعاروں پر مشتمل ہیں...... تاہم اپنے کالموں میں ع س مسلم نے استعاروں کا بہت کم سہارہ لیا ہے اور زیادہ تر صاف صاف زبان اور لگی لپٹی رکھے بغیر کھلی گفتگو کی ہے۔ وہ اس قافلے کے فرد ہیں، جس کے نزدیک بہترین جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمۂ حق کہنا تھا، مگر آج یہ کلمۂ حق بھی سلطان جابر کی مرضی اور اس کی منشا دیکھ کر کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انہیں اس جہاد زندگانی میں مزید استقامت عطا فرمائے۔

☆☆............☆☆

ڈاکٹر تبسم منہاس (٠)

تلمیحاتِ مسلم

Al lusions in the poetry of A. S. Muslim

Abstract:

Abdul Sattar Muslim is a well-known senior contemporary Pakistani Urdu poet. He has written in various fields of Urdu literature, especially in poetry, but most of his creations were in (NAAT) and (HAMD), means praise of the Prophet Muhammad peace be upon him, as well as praise of Allah . In spite of that Muslim wrote in the other field of literature like short stories, newspaper articles, etc.

A. S. Muslim has practiced (Allusions: Talmeeh) successfully in his poetry, including the religious allusions, historical allusions and literary allusions. This research focuses on this topic in detail.

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں، شاعری اور فنی نثر میں ایک بنیادی فرق شعر کا ایجاز واختصار ہوتا ہے۔ یہ اختصار وایجاز شاعری کے لئے ایک ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ شاعر اپنی بات وزن قافیہ اور ردیف وغیرہ کا خیال کرتے ہوئے کم سے کم الفاظ اور زیادہ سے زیادہ معانی کی صورت میں ہم تک پہنچاتا ہے۔ شاعری میں شرح وتفصیل اور اطناب وتطویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔ جبکہ نثر میں اس کی گنجایش اور جواز بھی موجود رہتا ہے۔ مختلف اصنافِ شعر میں اگر ایجاز واختصار مطلوب ومرغوب ہے تو یہ غزل کے لئے روحِ رواں کا درجہ رکھتا ہے۔ جہاں بقیہ اصنافِ شاعری میں بوقتِ ضرورت ایک حد تک تفصیل سے کام لیا جا سکتا ہے وہاں یہ تفصیل ہر حال میں غزل کی خامی شمار کی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں تشبیہ، استعارہ، کنایہ، تلمیح واشارہ وغیرہ استعمال کیا جاتا ہے۔

۴-۱: تلمیح کے لغوی واصطلاحی معانی

تلمیح عربی لفظ ہے۔ عربی میں یہ لفظ اصلی مادہ [ل م ح] سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنیٰ ہے کسی چیز کو دُور سے اور بہت مختصر وقت میں دیکھنا۔ اسی سے قرآن پاک کی یہ آیت [وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَۃٌ" کَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ :اور نہیں ہوتا ہمارا حکم مگر ایک بار جو آنکھ جھپکنے میں واقع ہو جاتا ہے][1]۔ اسی مادہ اصلیہ سے فعل ماضی ثلاثی [لمح] کا اشتقاق ہوتا ہے جس کا مفہوم کسی چیز کو دور سے اور چشم زدن میں دیکھنا ہے۔ یہ فعل لازم ہوتا ہے۔ [لمح] کے [م] کو مشدد بنانے سے فعل متعدی ہو جاتا ہے۔ اور نیا معنی بھی پیدا ہوتا ہے، یعنی [لمَّح] جو [اِلیٰ : کی طرف] یا [ب: سے] متعدی ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں: لمَّح اِلیٰ أحمد :احمد کی طرف بالواسطہ اشارہ کیا۔ اور لمَّح بھذا الکلام الیٰ احمد :اس بات کے ذریعے احمد کی طرف بالواسطہ اشارہ کیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تلمیح ایک وسیلہ ہے، جس کے ذریعے کسی خاص معنیٰ اور مفہوم کو تقویت دینا مقصود ہوتا ہے۔ اور اس تلمیح کی بدولت یہ مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔

بعض کی نظر میں یہ لفظ تلمیح نہیں، بلکہ تملیح ہے۔ تملیح [م ل ح] سے ہے جس کا معنیٰ قابل قبول بنانا ہے۔ اسی اصلی مادہ سے لفظ ملیح] نکلا ہے جس کا معنیٰ [خوبصورت، قابلِ قبول] ہے۔ یہ انسان کی صفت کے لئے مستعمل ہے۔ اور اسی سے لفظ [ملح: نمک] نکلا

---

(٠) اسسٹنٹ پروفیسر، کلیۃ البنات، جامعہ ازہر، قاہرہ۔

ہے۔نمک کے مناسب مقدار کے اضافے سے کھانے کا ذائقہ قابلِ قبول ہوتا ہے۔دوسرے معنوں میں شعر کو خوبصورت اور قابلِ قبول بنانے کے لئے تلمیح سے کام لیا جاتا ہے۔

تلمیح کا اصطلاحی معنیٰ متعین کرنے میں ہمیں کچھ اختلافات نظر آتے ہیں۔بعض کہتے ہیں کہ تلمیح کی اصطلاح کا مفہوم کسی مشہور و معروف قصے یا واقعہ کی طرف اشارہ کر کے کلام کے معنیٰ کو تقویت دینا ہے۔اور بعض کا قول ہے کہ چاہے مشہور و معروف قصہ اور واقعہ، یا آیت، حدیث، شعر اور ضرب المثل ہو، ان سب کی طرف اشارہ کرنا تلمیح ہی سمجھا جائے گا۔

بغية الایضاح لتلخیص المفتاح فی علوم البلاغه میں عبدالمتعال الصعیدی کہتے ہیں کہ [التلميح هو أن يُشار الىٰ قصة أو شعر من غير ذكره ... ومثلها الاشارة الىٰ حديث أو آية أو مثل أو مسألة علمية: تلمیح کا مطلب یہ ہے کہ کسی قصے یا شعر کی طرف اس کا ذکر کئے بغیر اشارہ کیا جائے۔اس میں حدیث، آیتِ قرآنی، ضرب المثل یا کسی علمی مسئلے کی طرف اشارہ بھی شامل ہے]۔(۲)

ڈاکٹر ابواللیث صدیقی [اردو لغت، تاریخی اصول پر] میں تلمیح کی تعریف یوں لکھتے ہیں: [کلام میں کسی مشہور مسئلے، حدیث، آیتِ قرآنی یا قصے، مثل یا کسی اصطلاحِ علمی و فنی کی طرف اشارہ کرنا، جس کو سمجھے بغیر مطلب واضح نہ ہو]۔(۳)

علمی لغت میں تلمیح کی تعریف کچھ یوں ہے: [تلمیح یعنی کسی قصے کی طرف اشارہ کرنا، نظم و نثر میں ایسے الفاظ لانا جن سے کوئی قصہ یا واقعہ وابستہ ہو۔اور ان الفاظ کے لانے سے وہ قصہ قاری یا سامع کے ذہن میں تازہ ہو جائے]۔(۴)

سید عابد علی عابد اپنی کتاب [البدیع] میں کہتے ہیں: [شاعر اپنے کلام میں کسی مشہور مسئلے یا قصے یا اصطلاح کی طرف اشارہ کرے۔ اور جب تک یہ اشارہ توضیح کا رنگ نہ اختیار کرے شعر کا صحیح مفہوم متعین نہیں ہوتا](۵)۔

ہمارے نزدیک تلمیح وہ صنعتِ بیانی ہے جس میں کسی معروف و مشہور قصے، واقعہ یا شخصیت کی طرف، جو پہلے سے لوگوں کے حافظے میں موجود اور کتابوں میں مدون ہو، اشارہ کر کے کلام، شعر ہو یا نثر، کو تقویت دی جائے اور معنیٰ و مفہوم کو واضح کیا جائے۔واضح رہے کہ اس قصے یا واقعے کی طرف اشارہ ایسے لفظ یا الفاظ سے ہو جن سے قاری یا سامع کے ذہن میں صرف اور صرف یہی قصہ اور واقعہ آ جائے۔اس طرح کسی آیت، حدیث، شعر، علمی مسئلے یا ضرب المثل، جن میں کوئی قصہ یا واقعہ نہ ہو، کی طرف اشارہ کرنا تلمیح میں شامل نہ ہوگا۔اس طرح کا اشارہ [تضمین بالمعنیٰ] یا معنویاتی تضمین کہلائے گا۔فارسی میں خاقانی اور اردو میں علامہ اقبال نے جتنی تلمیحات استعمال کی ہیں۔اتنی شاید تمام فارسی اور اردو کے شعرا کے ہاں موجود نہ ہوں گی۔

۲-۴: تلمیح اور تضمین بالمعنیٰ میں فرق

تلمیح میں ایک خاص قصے، واقعے یا شخصیت کی طرف اشارہ ہوتا ہے۔چاہے یہ قصہ، واقعہ یا شخصیت حقیقی ہو یا من گھڑت جیسے ع س مسلم کے درج ذیل اشعار میں قصہ قیس عامری اور اس کے دیوانہ پن کی تلمیح ہے۔